تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر ۵ ۔ مورخہ ۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۲۳ء ۔ مطابق ۲ر ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ ۔ جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔

دینا نگر ضلع گورداسپور میں آریوں کے ساتھ مباحثہ کے لئے جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری مہاشہ فضل حسین صاحب گئے۔ اور بھی بہت سے احباب مناظرہ دیکھنے کے لئے گئے ہیں۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم آگرہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

۱۳ جولائی کو خوب بارش ہوئی۔ اس سے قبل بھی چند دنوں میں دو تین بارشیں ہو چکی تھیں۔

علاقہ ارتداد میں

دوسری سہ ماہی کا دوسرا وفد

یہ وفد ۱۰ر جولائی ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر دار الامان سے روانہ ہوا۔ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ناساز تھی۔ اسلئے حضور وفد کو وداع کرنے کے لئے حسب معمول قصبہ سے باہر تشریف نہ لیجا سکے اور عصر کی نماز پڑھانے کے بعد ارکان وفد کو مسجد مبارک میں ہی طلب فرمایا۔ اور مختصراً تقریر کرنے کے بعد جانے کی رخصت کیا۔ حضور نے اس وفد کا امیر سفر بابو غلام رسول صاحب ریڈر سشن کورٹ پشاور کو مقرر کیا۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو ارشاد فرمایا۔ کہ اس مجمع کے ساتھ جو وفد کو وداع کرنے کے لئے جمع تھا۔ قصبہ کے باہر تک جائیں۔ اور وفد کو رخصت کریں۔ چنانچہ جناب مولوی صاحب موصوف مجمع کثیر کے ساتھ وفد کو لیکر روانہ ہوئے۔ اور بیرون قصبہ جاکر دعا کرنے کے بعد وفد کو رخصت کیا۔ اور ارکان وفد احباب سے مصافحہ کرنے کے بعد روانہ ہو گئے۔

اس فہرست کے گیارہ احباب قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور باقی پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں

(۱) میاں فضل کریم صاحب بی۔ اے۔ لاہور۔ میرٹھ
(۲) میاں سردار خان صاحب قصبہ ساہووالا ضلع سیالکوٹ
(۳) میاں عبد الحق صاحب لاء کالج لاہور۔
(۴) میاں تقی الدین صاحب بی اے۔ لاہور۔
(۵) سید عبد الرزاق صاحب اسلامیہ کالج لاہور۔
(۶) میاں محمد حق نواز خان صاحب بی اے۔ نوکھا لاہور
(۷) بابو عبد الغفور خان صاحب پوسٹماسٹر اکوڑہ خٹک پشاور
(۸) میاں اللہ یار صاحب سٹوڈنٹ۔ قادیان۔

(۱۰) میاں محمد حیات صاحب پراچہ ۔ بھیرہ
(۱۱) بابو غلام رسول صاحب ریڈر سشن کورٹ پشاور
(۱۲) مولوی محمد الیاس صاحب مدرس میانوالی مودیال جالندھر
(۱۳) مخدوم محمد ایوب صاحب ۔ ایل ایس بی کلاس لاہور
(۱۴) منشی مہر محمد خان صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل قادیان
(۱۵) ڈاکٹر عبد الغفار خان صاحب سب اسسٹنٹ سرجن قلعہ شب قدر پشاور

جناب ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم

جناب ماسٹر صاحب موصوف جو ایک پرانے احمدی اور سلسلہ کے نہایت مخلص اور عاشق انسان تھے اپنے وطن لودھیانہ میں ... کو چند گھنٹہ کی علالت کے بعد فوت ہو گئے ۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ چند ماہ ہوئے جناب ماسٹر صاحب پر انفلوئنزا کا حملہ ہوا تھا ۔ اگرچہ اس سے صحت یاب ہو گئے تھے ۔ لیکن ابھی تک کمزوری ... اور ... بخیریت تھے ۔ کہ اچانک سخت کھانسی شروع ہوئی ۔ جس سے خون کی قے آئی ۔ اور پھر دوسری دفعہ خون آنے کے بعد اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے مولا سے جا ملے ۔ ۱۱ر جولائی کی رات کو تابوت دارالامان پہنچا ۔ صبح حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھایا ۔ مقبرہ بہشتی کو جنازہ لے جاتے وقت حضور نے جنازہ کو کاندھا دیا ۔ اور ساتھ تشریف لے گئے ۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ۔ اور دعائے مغفرت کریں ۔

خریداران ریویو انگریزی کو اطلاع

جملہ حضرات خریداران ریویو انگریزی کی خدمت میں بذریعہ اطلاع ہذا گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے بقایے جلد تر اپنے نمبر خریداری کو نوٹ کرتے ہوئے ارسال فرماویں ۔ نہایت افسوس سے یہ امر شائع کیا جاتا ہے کہ بعض احباب کے ذمہ ۵ ۔ ۶ برس تک کا بقایا واجب الادا ہے ۔ اور ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رقم وصول نہیں ہوئی نیز ان کے نام ادائگی بقایاجات کے لئے خط لکھے گئے تو بھی توجہ نہیں کی گئی ۔ نہ خط کا جواب ہی ارسال فرمایا ۔ جو افسوس کا مقام ہے ۔

پس بذریعہ ہذا سے عرض کی جاتی ہے کہ اپنے اپنے بقایے اور اس سال کا چندہ جلد تر ارسال فرما کر ممنون فرماویں ۔ مینجر ریویو انگریزی ۔ قادیان

علاقہ ارتداد میں قربانی کے بکروں کی ضرورت

یہ تجویز کی گئی ہے کہ علاقہ ارتداد میں جو دیہات ہمارے قبضہ میں ہیں ۔ وہاں عید الضحٰی کے موقعہ پر بکروں کی قربانی کی جائے ۔ سو تمام ایسے احباب کی خدمت میں جنہوں نے عید کے موقع پر قربانی کرنی ہے ۔ درخواست کی جاتی ہے ۔ کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو ۔ تو دفتر انسداد ارتداد قادیان میں قربانی کی قیمت ارسال فرماویں تا ان کی طرف سے علاقہ ارتداد میں قربانی کرا دی جائے ۔ اس علاقہ میں ایک بکرا کی قیمت کم و بیش چھ روپے ہوتی ہے ۔ امید ہے کہ احباب اس اعلان کی طرف جلدی سے جلد توجہ فرمائیں گے ۔ تا وقت پر پورا انتظام ہو سکے ۔ خاکسار ۔ ناظر صیغہ انسداد ارتداد قادیان

زمین کے خواہشمند احمدی احباب جلد توجہ فرمائیں

ریاست کالشی پور میں کچھ علاقہ آباد ہوگا ۔ جہاں پنجاب کے احمدیوں کو بھی زمین دی جانی منظور ہوئی ہے زمین از قسم نہری و بارانی ہے ۔ جو لوگ آباد کئے جائیں گے ۔ ان کو اپنی زمین رہن کرنے اور ٹھیکہ یا بٹائی پر دینے کا پورا حق حاصل ہو گا ۔ اور حق ڈھلیکاری یوم آبادی سے حاصل ہو گا ۔ جو نسلاً در نسلاً رہیگا ۔ اگر کسی ڈھلیکار کا وارث جس کو حق پہنچتا ہے ۔ کوئی باقی نہ رہے ۔ تو اراضی ریاست کی طرف عود کریگی جنگل لکڑی کا نہیں ۔ جو قطع کر کے آباد کیا جاویگا ۔ بلکہ گاؤں قریب قریب آباد ہیں ۔ محنت اور روپیہ صرف کاشت اور تعمیر مکان سکونتی میں معمولی صرف کیا جاویگا ۔ فصل شروع سے انشاء اللہ پیدا ہوگی ۔ بعض مواضعات نہری ہیں ۔ جنہیں آبپاشی ہوتی ہے ۔ اور نہر پختہ ہے برساتی نہیں ۔ اور جو مواضعات بارانی ہیں ۔ ان میں چاہ کھودنا ہو گا ۔ جس پر زیادہ صرف کی ضرورت نہیں ۔ پانی قریب سے نکلتا ہے ۔ مواضعات نہری کی فیس ہمراہ درخواست فی مربعہ ایک سو اور بارانی کی فیس ہمراہ درخواست مبلغ پچاس روپیہ داخل کرنی ہوگی ۔ بغیر فیس کے درخواست پر غور نہ کیا جاویگا ۔

شرح لگان ایک سال اول احمدیوں سے معاف ہو گا ۔ دوم سال ۱۱ر سوم ۱ر چہارم سال ۱ر ہو گا ۔ اس سے زیادہ کبھی حال میں اضافہ نہ ہو گا ۔ سوائے بندوبست گورنمنٹ کے جس طرح سے پنجاب میں زمینداروں کا ہے ۔ مربع یکصد بیگھہ خام کا ہو گا ۔ جو تقریباً ۲۵ گھماؤں ہوتا ہے ۔ ایک ہل پر ایک مربع سے زیادہ اراضی نہ دی جائیگی ۔ بعد منظوری درخواست کے اگر سائل اصالتاً تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر قابض اراضی نہ ہو گا ۔ تو پہلی درخواست کالعدم سمجھی جائیگی نیز بعد درخواست پر مزید فیس ادا کرنی پڑیگی ۔

پس اس اراضی کیلئے پنجاب کے احمدی زمینداروں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جو زمین لینا چاہیں ۔ وہ فوراً ۱۵ اگست تک ریاست رامپور پہنچ جاویں ۔ وقت تنگ ہے ۔ خط و کتابت میں دیر ہوگی وہاں پر سید احمد صاحب مختار عام اراضیات ریاست کالشی پور محلہ شاہ دروازہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حسب ہدایت ان کی درخواست بمعہ فیس داخل کر کے رسید حاصل کرلیں ساتھ ہی زمین وغیرہ بھی دیکھ کر تسلی کرلیں ۔ + اگر کسی گاؤں کے بہت سے احمدی زمین لینے والے ہوں تو سب کی بجائے کسی ایک یا ایک سے زیادہ کو اپنا سرکردہ مقرر کر کے بھیجدیں ۔ جو ان سب کی طرف سے درخواست اور روپیہ داخل کر دے ۔ اور جو جو احمدی کالشی پور کی زمین کیلئے درخواست دے اسے چاہیئے کہ آخر جولائی سنہ ہذا تک ایک اطلاعی خط سکرٹری یا پریزیڈنٹ یا امیر جماعت مقامی کی اس تصدیق کے ساتھ کہ اراضی لینے والا واقعی احمدی ہے ۔ اور چال چلن اچھا ہے میرے پاس بھیجدے ۔ اور اس قسم کی ایک تصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۷ رجولائی ۱۹۲۳ء

ہندوؤں سے چھوت چھات

ہندوؤں کی نگاہ میں مسلمان چماروں سے بدتر

مسلمانوں میں جو یہ تحریک شروع ہوئی ہے کہ ہندوؤں کے ہاتھ سے ایسی چیزیں لیکر نہیں استعمال کرنی چاہئیں جو ہندو ان کے ہاتھ سے نہیں لیتے۔ اس پر آریہ اخبارات نے آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ اور حواس باختہ ہو کر عجیب عجیب حرکات کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس تحریک کی وجہ ایک تو اس مالی نقصان سے محفوظ رہنا ہے جو چھوت چھات کے پردہ میں ہندو مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہندو مسلمان کے ہاتھ کی چیز استعمال نہ کرتے ہوئے مسلمانوں کی جو ہتک کرتے ہیں۔ اس کا ازالہ کیا جائے کسی معقول پسند انسان کے لئے ان وجوہات پر اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن آریہ اس کا نام ہندوؤں کو بائیکاٹ رکھ کر اور یہ کہکر کہ اس سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب ہو جائینگے۔ ان میں تفرقہ پیدا ہو جائیگا۔ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان اس تحریک پر عمل نہ کریں۔ اور ہندوؤں کو اپنا خون چوسنے دیں۔ بلکہ اس بارے میں اُن کا اپنا طرز عمل کیا ہے۔ اس ذلت آمیز اور نفرت انگیز طریق برتاؤ کو کافی نہ سمجھکر جو ہر جگہ ہندو چھوت چھات کے نام پر مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ اب یہ بھی کوشش کی جارہی ہے کہ جو ہڑے چمار بھی مسلمانوں کے ہاں کا کھانا نہ کھائیں وہ مردار کھاتے ہیں۔ گندی سڑی اور ناپاک اشیاء بیشک کھا لیں لیکن کسی معزز سے معزز اور پاک و صاف مسلمان کے ہاں کا کھانا نہ کھائیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے کہ وہ مسلمان [illegible] ہے۔ اور مسلمان ہندوؤں کے نزدیک چوہڑے چماروں سے بھی ذلیل اور بدتر۔ چنانچہ کیسری ۲۴ رجون میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جو چوہڑے چماروں کا ادھار کرنے والی سبھا کے ایک رکن نے لکھا ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے:-

"چماروں کا ایک ڈیپوٹیشن میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم لوگ کیوں شدھ نہیں کئے جاتے میں نے انہیں سمجھایا کہ تم میں جو دُرگن ہیں۔ ان کو چھوڑتے جاؤ وقت آنے پر جلدی ہی آپ شدھ کر لئے جاؤ گے انہیں سے پہلے کئی ایک مسلمانوں کی روٹی کھا لیا کرتے تھے اب میرے کہنے سے انہوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جس کا مقصد مسلمانوں کی روٹی کھانا ترک کرانا ہے اور اس کمیٹی میں پاس ہو گیا ہے کہ اگر کوئی چمار آیندہ مسلمانوں کے گھر کی روٹی کھائیگا۔ تو اُسے برادری سے خارج کر دیا جائیگا۔"

غور کا مقام ہے جب چماروں تک کو مسلمانوں کے ہاں کی مفت کی روٹی کھانے سے ہندو روک رہے ہیں۔ تو مسلمانوں کیلئے ہندوؤں کی دکانوں سے قیمتاً خرید کر کھانا کہاں تک جائز ہیں۔ کیا مسلمانوں میں اتنی بھی غیرت نہیں کہ وہ ہندو جن کی نگاہ میں مسلمان چماروں سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہیں۔ اُن کے ہاں کی چیزیں قیمتاً خرید کر اور انہیں استعمال کر کے اپنی ذلت کا آپ ثبوت نہ بہم پہنچائیں۔

اس موقع پر ہم ان فراخ دل مسلمانوں کو بھی مخاطب کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس تحریک کو مناسب نہیں سمجھتے کہ مسلمان ہندوؤں کے ہاں کی وہ اشیاء نہ کھائیں۔ جو ہندو مسلمانوں کے ہاتھ کی نہیں کھاتے۔ کہ ہندو تو چماروں تک کو مسلمانوں سے نفرت دلا رہے ہیں۔ اور ان کے ذہن میں چھوت چھات کے ذریعہ یہ بٹھلا رہے ہیں کہ مسلمان سب سے زیادہ ناپاک اور ذلیل لوگ ہیں لیکن کچھ مسلمان ابھی تک یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ہندوؤں کی ناپاک سے ناپاک چیز بھی استعمال کرتے رہنا چاہیئے۔

پرتاپ کی مسلمانوں کو نصیحت چھوت چھات کے متعلق

چھوت چھات کی اس تحریک کے خلاف ہندوؤں نے اپنے دلائل نہایت کمزور اور بودے پاکر اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ

"اگر اسلامی اخبارات کی تحریریں مسلمانوں کے جذبات کی مظہر ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کو اچھوت بنا کر رہینگے" (پرتاپ ۲ رجولائی)

مسلمانوں کو دھوکا دینے کا ایک عجیب طریق اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ چھوت کی بُرائیاں اور نقصان ایسے رنگ میں گنانے شروع کر دیئے ہیں گویا ان سے زیادہ مسلمانوں کا کوئی خیر خواہ ہی نہیں۔ اور نہ سوائے ان کے کوئی ایسا ہمدردانہ مشورہ دے سکتا ہے۔

ذرا اخبار پرتاپ ۲ رجولائی کا اقتباس ملاحظہ ہو لکھتا ہے:-

"اگر مسلمان ہندوؤں سے چھوت چھات کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کریں۔ ہم انہیں روکتے نہیں لیکن مبادا وہ کل کو شکایت کریں ہم انہیں بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ممکن ہے کہ چھوت چھات نے کسی وقت ہندوؤں کو فائدہ پہنچایا ہو لیکن اسوقت وہ ان کی ترقی کے راستہ میں بھاری روکاوٹ ثابت ہو رہی ہے۔ ہم موجودہ نامناسب چھوت چھات کو آریہ جاتی کی کمزوری کا ایک بھاری باعث سمجھتے ہیں۔ ہندو اگر صرف غیر ہندوؤں کے ساتھ چھوت چھات کرتے۔ تو شاید چنداں ہرج نہ ہوتا مصیبت تو یہ ہے کہ ہر ایک ہندو دوسرے ہندو سے کسی نہ کسی طریق سے ضرور چھوت کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہندو مسلمانوں جیسی متحد اور زبردست قوم نہیں بن سکی۔ مسلمان اگر مضبوط ہیں تو اسلئے کہ انکے اندر چھوت نہیں ہے۔ ہندو ہندو کو بھی بھائی نہیں سمجھ سکتا مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ ہندو کسی ہندو کیلئے لڑنے مرنے کو تیار نہیں۔ مسلمان ہے۔ مسلمان اگر کسی ہی فائدہ کی خاطر یہ طاقت ہاتھ سے دینا چاہتے ہیں تو ہم کون ہیں۔ جو انہیں روکیں۔ وہ جانیں اور ان کا کام لیکن چھوت چھات نے لاکھوں بلکہ کروڑوں ہندوؤں کو آریہ جاتی کی گود سے الگ کر دیا ہے۔ پچھلے تاریک زمانہ میں حالت کیا تھی۔ اگر کسی ہندو نے غلطی سے کسی مسلمان کے ہاتھ کا کھانا کھا لیا تو وہ پتت سمجھا گیا اور ایسا پتت سمجھا گیا کہ اسکے اٹھنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ وہ ہمیشہ کیلئے برادری اور دھرم سے خارج کیا گیا اس حالت میں اس غریب کیلئے سوائے اسکے چارہ ہی کیا تھا کہ اسلام گرہن کرے۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۱۷ جولائی ۱۹۲۳ء

ہندوؤں سے چھوت چھات

ہندوؤں کی نگاہ میں مسلمان چماروں سے بدتر

مسلمانوں میں جو یہ تحریک شروع ہوئی ہے کہ ہندوؤں کے ہاتھ سے ایسی چیزیں لیکر نہیں استعمال کرنی چاہئیں جو ہندو ان کے ہاتھ سے نہیں لیتے۔ اسپر آریہ اخبارات نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ اور حواس باختہ ہو کر عجیب عجیب حرکات کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس تحریک کی وجہ ایک تو اس مالی نقصان سے محفوظ رہنا ہے جو چھوت چھات کے پردہ میں ہندو مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہندو مسلمان کے ہاتھ کی چیز استعمال نہ کرتے ہوئے مسلمانوں کی جو ہتک کرتے ہیں۔ اس کا ازالہ کیا جائے کسی معقول پسند انسان کے لئے ان وجوہات پر اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن آریہ اس کا نام ہندوؤں کو بائیکاٹ رکھ کر اور یہ کہکر کہ اس سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب ہو جائینگے۔ ان میں تفرقہ پیدا ہو جائیگا۔ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان اس تحریک پر عمل نہ کریں۔ اور ہندوؤں کو اپنا خون چوسنے دیں۔ مگر اس بارے میں اُن کا اپنا طرز عمل کیا ہے۔ اس ذلت آمیز اور نفرت انگیز طریق برتاؤ کو کافی نہ سمجھکر جو ہر جگہ ہندو چھوت چھات کے نام پر مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ اب یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ جو چوہڑے چمار بھی مسلمانوں کے ہاں کا کھانا نہ کھائیں وہ مردار کھالیں۔ گلی سڑی اور ناپاک اشیاء بیشک کھالیں۔ لیکن کسی معزز سے معزز اور پاک و صاف مسلمان کے ہاں کا کھانا نہ کھائیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ مسلمان ہے۔ اور مسلمان ہندوؤں کے نزدیک چوہڑے چماروں سے بھی ذلیل اور بدتر۔ چنانچہ کیسری ۲۴ جون میں ایک مضمون شایع ہوا ہے۔ جو چوہڑے چماروں کا ادہار کرنیوالی سبھا کے ایک رکن نے لکھا ہے اسمیں وہ لکھتا ہے:۔

"چماروں کا ایک ڈیپوٹیشن میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم لوگ کیوں شدھ نہیں کئے جاتے میں نے انہیں سمجھایا کہ تم میں جو دُر آچار ہیں۔ ان کو چھوڑتے جاؤ وقت آنے پر جلدی ہی آپ شدھ کر لئے جاؤ گے انہیں سے پہلے کبھی ایک مسلمانوں کی روٹی کھا لیا کرتے تھے اب میرے کہنے سے انہوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جس کا مقصد مسلمانوں کی روٹی کھانا ترک کرانا ہے اور اس کمیٹی میں پاس ہو گیا ہے کہ اگر کوئی چمار آیندہ مسلمانوں کے گھر کی روٹی کھائیگا۔ تو اُسے برادری سے خارج کر دیا جائیگا"

غور کا مقام ہے جب چماروں تک کو مسلمانوں کے ہاں کی مفت کی روٹی کھانے سے ہندو روک رہے ہیں۔ تو مسلمانوں کیلئے ہندوؤں سے ان کا قیمتاً خرید کر کھانا کہاں تک جائز ہے۔ کیا مسلمانوں میں اتنی بھی غیرت نہیں کہ وہ ہندو جن کی نگاہ میں مسلمان چماروں سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہیں۔ اُن کے ہاں کی چیزیں قیمتاً خرید کر اور انہیں استعمال کر کے اپنی ذلت کا آپ ثبوت نہ بہم پہنچائیں ۔

اس موقع پر ہم ان فراخ دل مسلمانوں کو بھی مخاطب کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس تحریک کو مناسب نہیں سمجھتے کہ مسلمان ہندوؤں کے ہاں کی وہ اشیاء نہ کھائیں۔ جو ہندو مسلمانوں کے ہاتھ کی نہیں کھاتے۔ کہ ہندو تو چماروں تک کو مسلمانوں سے نفرت دلا رہے ہیں۔ اور ان کے ذہن میں چھوت چھات کے ذریعہ یہ بٹھلا رہے ہیں کہ مسلمان سب سے زیادہ ناپاک اور ذلیل لوگ ہیں۔ لیکن کچھ مسلمان ابھی تک یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں شدھ ہندوؤں کی ناپاک سے ناپاک چیز بھی استعمال کرتے رہنا چاہیئے ۔

مہاشہ پرتاپ کی مسلمانوں کو نصیحت چھوت کے متعلق

چھوت کی اس تحریک کے خلاف ہندوؤں نے اپنے دلائل نہایت کمزور اور بودے پاکر اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ "اگر اسلامی اخبارات کی تحریریں مسلمانوں کے جذبات کی مظہر ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کو اچھوت بنا کر رہینگے" (پرتاپ ۲ جولائی)

مسلمانوں کو دھوکا دینے کا ایک عجیب طریق اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ چھوت کی برائیاں اور نقصان ایسے رنگ میں گنانے شروع کر دیئے ہیں گویا ان سے زیادہ مسلمانوں کا کوئی خیرخواہ ہی نہیں۔ اور نہ سوائے ان کے کوئی ایسا ہمدردانہ مشورہ دے سکتا ہے۔

ذرا اخبار پرتاپ ۲ جولائی کا اقتباس ملاحظہ ہو لکھتا ہے:۔

"اگر مسلمان ہندوؤں سے چھوت چھات کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کریں۔ ہم انہیں روکتے نہیں لیکن مبادا وہ کل کو شکایت کریں ہم انہیں بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ممکن ہے کہ چھوت چھات نے کسی وقت ہندوؤں کو فائدہ پہنچایا ہو لیکن اسوقت وہ ان کی ترقی کے راستہ میں بھاری روکاوٹ ثابت ہو رہی ہے ہم موجودہ نامناسب چھوت چھات کو آریہ جاتی کی کمزوری کا ایک بھاری باعث سمجھتے ہیں۔ ہندو اگر صرف غیر ہندوؤں کے ساتھ چھوت چھات کرتے۔ تو شاید چنداں ہرج نہ ہوتا مصیبت تو یہ ہے کہ ہر ایک ہندو دوسرے ہندو سے کسی نہ کسی طریق سے ضرور چھوت کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہندو مسلمانوں جیسی متحد اور زبردست قوم نہیں بن سکی۔ مسلمان اگر مضبوط ہیں تو اسلئے کہ انکے اندر چھوت نہیں۔ ہندو ہندو کو بھی بھائی نہیں سمجھ سکتا مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ ہندو کسی ہندو کیلئے لڑنے مرنے کو تیار نہیں۔ مسلمان ہے۔ مسلمان اگر کسی وہمی فائدہ کی خاطر یہ طاقت ہاتھ سے دینا چاہتے ہیں تو ہم کون ہیں۔ جو انہیں روکیں وہ جانیں اور ان کا کام۔ اس چھوت چھات نے لاکھوں بلکہ کروڑوں ہندوؤں کو آریہ جاتی کی گود سے الگ کر دیا ہے۔ پچھلے تاریک زمانہ میں حالت کیا تھی۔ اگر کسی ہندو نے غلطی سے کسی مسلمان کے ہاتھ کا کھا لیا تو وہ پتت سمجھا گیا۔ اور ایسا پتت سمجھا گیا کہ اسکے اٹھنے کی کوئی امید نہ رہی۔ وہ ہمیشہ کیلئے برادری ا[illegible] خارج کیا گیا۔ اس حالت میں اس غریب کے [illegible] چارہ ہی کیا تھا کہ اسلام گرہن کر[illegible]

یہ ہے "پرتاپ" جیسے ناصح مشفق کی نصیحت مسلمانوں کو ہندوؤں سے چھوت چھات کرنے کے متعلق جس کی نسبت ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں۔ اگر چھوت چھات ایسی ہی نقصان رساں چیز ہے۔ جیسی کہ مسلمانوں کو بتانے کی "پرتاپ" نے تکلیف گوارا کی ہے۔ تو کیوں ہندوؤں کو اس سے نجات دلانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ کیوں اس کو ترک نہیں کیا جاتا اور کیوں اس کے نقصانات ہندوؤں کو نہیں سمجھائے جاتے۔ جب یہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ روز بروز اس کو زیادہ مضبوطی اور وسعت کے ساتھ جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ "پرتاپ" کو مسلمانوں کی ہمدردی نے یہ نصیحت ارشاد فرمانے پر مجبور کیا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ نہ صرف "پرتاپ" بلکہ تمام آریہ جاتی اور مسلمانوں کی ہمدردی کو ایک دوسرے سے وہی نسبت ہے۔ جو آگ اور پانی کو ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ آریوں کے قلم و زبان سے کوئی لفظ بھی ایسا نکل سکے جس میں مسلمانوں کی ہمدردی اور خیرخواہی کا شائبہ پایا جاتا ہو۔ اس لئے پرتاپ کو ہر ایک مسلمان یہی کہیگا۔

پہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

ہاں "پرتاپ" جیسے متعصب اخبار کی اس جامہ پوشی سے یہ ضرور ظاہر ہے۔ کہ ہندو سمجھتے ہیں مسلمانوں نے اگر چھوت شروع کر دی۔ تو وہ اس قدر مضبوط ہو جائینگے۔ کہ ان کے مقابلہ میں کھڑا ہونا ناممکن ہوگا یہی خطرہ آریوں کو مجبور کر رہا ہے۔ کہ دوستی کے بھیس میں دھوکہ دیں۔ مگر مسلمان کب تک ان سے دھوکے کھاتے اور نقصان اٹھاتے چلے جائیں گے۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے کیا کیا قول و قرار انہوں نے نہیں کئے تھے۔ ہمدردی و خیرخواہی کے کیسے کیسے راگ نہیں الاپے تھے۔ لیکن آخر جو کچھ انہوں نے کیا۔ وہ کس قدر تکلیف دہ اور رنج افزا ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں سے ویسی ہی نفرت اور حقارت پیدا ہو جیسی ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق ہے۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ مسلمان دنیا میں کسی دوسری قوم پر بوجھ ہو کر زندہ نہ رہیں۔ بلکہ اپنی طاقت اور قوت کے سہارے کھڑے ہوں۔ مسلمان ذلت اور ادباری کی زندگی بسر نہ کریں۔ بلکہ عزت اور توقیر کے ساتھ رہیں۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ امور جو نقصان رساں ہوں۔ انہیں ترک کیا جائے۔ اور جن سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہو۔ وہ اختیار کئے جائیں۔ ہندوؤں سے چھوت چھات بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اور امید ہے کہ مسلمان اس پر ضرور کاربند ہونے کی کوشش کریں گے۔ ہاں ان قباحتوں اور بے ہودگیوں سے بچینگے جنہوں نے ہندوؤں کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اور باوجود ان کی مضرت سے نالاں ہونے کے ان سے مخلصی پانا ان کے لئے محال ہو گیا ہے

فتنۂ ارتداد اور شیعہ اخبار درنجف

اسلام سے ذرا بھی محبت اور تعلق رکھنے والے ہر شخص کے لئے فتنہ ارتداد ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور رنج افزا سانحہ ہے۔ لیکن مسلمان کہلانے والے بلکہ صرف اپنے آپکو ہی سچا مسلمان سمجھنے والے ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں نہ صرف اس فتنہ سے کسی قسم کا رنج اور صدمہ نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک اسکے روکنے کے لئے جو کوششیں کی جا رہی ہیں۔ وہ سب فضول اور لغو ہیں۔ چنانچہ شیعہ اخبار درنجف کا ایک خاص مضمون نگار جس کو اخبار مذکور نے "حقیقت رقم" کا خطاب دیا ہی لکھتا ہے۔

"ملکانہ راجپوت کے فتنہ ارتداد کو روکنا عبث اور بے فائدہ کوشش ہے۔ ہزاروں روپے کا مفت برباد کرنا ہے"

کیوں اس کی وجہ بھی سن لیجئے "حقیقت رقم" صاحب فرماتے ہیں۔

"فرض کرد۔ اگر وہ مسلمان بھی ہو گئے تو کون مسلمان ہوں گے سنی مسلمان۔ پیر پرست۔ گور پرست اوہام پرست۔ تقلید پرست۔ یا غلام احمدی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اللہ جری اللہ مانیگے یا اہل حدیث جو خدا تعالےٰ کو مجسم قرار دے کر عرش پر بٹھائینگے۔ اور پنڈلی کا سجدہ کریں گے۔ اور اللہ تعالےٰ قدم دوزخ میں ڈالینگے۔ نیز اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ گفتگو کرکے اس سے مصافحہ و معانقہ وغیرہ کرینگے۔ ملکانہ راجپوت سے زیادہ خطرناک وہ مسلمان ہیں۔ جو دائرہ اسلام میں رہ کر صراط مستقیم سے بھٹکے ہوتے ہیں" (درنجف یکم جولائی)

اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ مرتد ہو کر خدا تعالےٰ کی شان کے خلاف بکواس کرنے والے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس پر جھوٹے الزام لگانے والے اور گندی گالیاں بکنے والے۔ قرآن کریم کو بناوٹی قرار دینے والے لوگ ایسے لوگوں سے جو خواہ کسی اسلامی فرقہ کے ہوں۔ کیونکر اچھے ہو سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور راستباز اور قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کا کلام سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر سوائے شیعوں کے باقی سب مسلمان آریوں وغیرہ سے بدتر ہیں۔ تو کیا درنجف اور اس کے ہم خیال شیعہ اصحاب بتائیں گے کہ انہوں نے ملکانوں کو مرتد ہونے سے بچاکر شیعہ بنانے کے لئے کس قدر کوشش اور سعی کی ہے ان کے کتنے مبلغ آریوں کے پنجہ سے ملکانوں کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اس کے لئے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ تو کیا وہ اس الزام کے نیچے نہیں ہیں اور جبکہ ان کا دعوےٰ ہے کہ حقیقی اسلام کے وہی حامل ہیں۔ انہوں نے کیوں ملکانوں کو اپنا اسلام نہ سکھایا۔ اور ان کو مرتد ہو جانے دیا۔

بہتر ہو کہ درنجف اور اس کے ہم مذاق شیعہ اصحاب اگر کوئی ہوں تو علاقہ ارتداد میں پہنچ کر ملکانوں کو مرتد ہونے سے روکیں اور شیعہ بنالیں ورنہ گھر بیٹھے ان لوگوں کی کوششوں کو عبث اور بے فائدہ قرار دینا جو فتنہ ارتداد کی روک تھام میں مصروف ہیں۔ نہ صرف شیعوں کی کم ہمتی کو ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اس بات کا بھی ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ کہ ان لوگوں میں اسلام کی ذرا بھی محبت اور الفت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ ان کے نزدیک دوسروں کا مسلمان کہلانا مرتد بن کر آریہ کہلانے سے زیادہ خطرناک ہے۔

یہ ہے "پرتاپ" جیسے ناصح مشفق کی نصیحت مسلمانوں کو ہندوؤں سے چھوت چھات کرنے کے متعلق جس کی نسبت ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں۔ اگر چھوت چھات ایسی ہی نقصان رساں چیز ہے جیسی کہ مسلمانوں کو بتانے کی "پرتاپ" نے تکلیف گوارا کی ہے۔ تو کیوں ہندوؤں کو اس سے نجات دلانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ کیوں اس کو ترک نہیں کیا جاتا۔ کیوں اس کے نقصانات ہندوؤں کو نہیں سمجھائے جاتے۔ جب یہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ روز بروز اس کو زیادہ مضبوطی اور شدت کے ساتھ جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ "پرتاپ" کو مسلمانوں کی ہمدردی نے یہ نصیحت ارشاد فرمانے پر مجبور کیا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ نہ صرف "پرتاپ" بلکہ تمام آریہ جاتی اور مسلمانوں کی ہمدردی کو ایک دوسرے سے وہی نسبت ہے۔ جو آگ اور پانی کو ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ آریوں کے قلم وزبان سے کوئی لفظ بھی ایسا نکل سکے جس میں مسلمانوں کی ہمدردی اور خیرخواہی کا شائبہ پایا جاتا ہو۔ اس لئے پرتاپ کو ہر ایک مسلمان یہی کہیگا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

ہاں "پرتاپ" جیسے متعصب اخبار کی اس جامہ پوشی سے یہ ضرور ظاہر ہے۔ کہ ہندو سمجھتے ہیں مسلمانوں نے اگر چھوت شروع کر دی۔ تو وہ اس قدر مضبوط ہو جائینگے۔ کہ ان کے مقابلہ میں کھڑا ہونا ناممکن ہو گا یہی خطرہ آریوں کو مجبور کر رہا ہے۔ کہ دوستی کے بھیس میں دھوکا دیں۔ مگر مسلمان کب تک ان سے دھوکے کھاتے اور نقصان اٹھاتے چلے جائیں گے۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے [illegible] کیسے کیسے راگ نہیں الاپے تھے۔ لیکن آخر جو [illegible] انہوں نے کیا۔ وہ کس قدر تکلیف دہ اور رنج افزا ہے [illegible] نہیں چاہتے۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں [illegible] نفرت اور حقارت پیدا ہو جیسی ہندوؤں [illegible] کے متعلق ہے۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہتے [illegible] کسی دوسری قوم پر بوجھ ہو کر زندہ نہ رہیں۔ بلکہ اپنی طاقت اور قوت کے سہارے کھڑے ہوں۔ مسلمان ذلت اور ادبار کی زندگی بسر نہ کریں بلکہ عزت اور توقیر کے ساتھ رہیں۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ امور جو نقصان رساں ہوں۔ انہیں ترک کیا جائے۔ اور جن سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہو۔ وہ اختیار کئے جائیں۔ ہندوؤں سے چھوت چھات بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اور امید ہے کہ مسلمان اس پر ضرور کاربند ہونے کی کوشش کریں گے۔ تا ان قباحتوں اور مصیبتوں سے بچینگے جنہوں نے ہندوؤں کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اور باوجود ان کی مضرت کے نالاں ہونے کے ان سے مخلصی پانا ان کے لئے محال ہو گیا ہے۔

فتنہ ارتداد اور شیعہ اخبار نجف

اسلام سے ذرا بھی محبت اور تعلق رکھنے والے ہر شخص کے لئے فتنہ ارتداد ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور رنج افزا امر ہے۔ لیکن مسلمان کہلانے والے بلکہ صرف اپنے آپکو ہی سچے مسلمان سمجھنے والے ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں نہ صرف اس فتنہ سے کسی قسم کا رنج اور صدمہ نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک اسکے روکنے کے لئے جو کوششیں کی جا رہی ہیں۔ وہ سب فضول اور لغو ہیں چنانچہ شیعہ اخبار درنجف کا ایک خاص مضمون نگار جس کو اخبار مذکور نے "حقیقت رقم" کا خطاب دیا ہے لکھتا ہے:

"ملکانہ راجپوت کے فتنہ ارتداد کو روکنا عبث اور بے فائدہ کوشش ہے۔ ہزاروں روپے کا مفت برباد کرنا ہے۔"

کیوں اس کی وجہ بھی سن لیجئے "حقیقت رقم" صاحب [illegible] فرماتے ہیں۔

"فرض کرو۔ اگر وہ مسلمان بھی ہو گئے تو کون مسلمان ہوں گے سنی مسلمان۔ پیر پرست۔ گور پرست اوہام پرست۔ تقلید پرست۔ یا غلام احمدی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی المرسل جری اللہ مانینگے یا اہل حدیث جو خدا تعالے کو مجسم قرار دے کر عرش پر بٹھائینگے۔ اور پنڈلی کا سجدہ کریں گے۔ اور اللہ تعالے قدم دوزخ میں ڈالینگے۔ نیز اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ گفتگو کرینگے اس سے مصافحہ و معانقہ وغیرہ کرینگے۔ ملکانہ راجپوت سے زیادہ خطرناک وہ مسلمان ہیں۔ جو دائرہ اسلام میں رہ کر صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔" (درنجف یکم جولائی)

اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ مرتد ہو کر خدا تعالے کی شان کے خلاف بکواس کرنے والے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس پر جھوٹے الزام لگانے والے اور گندی گالیاں بکنے والے۔ قرآن کریم کو بناوٹی قرار دینے والے لوگ ایسے لوگوں سے جو خواہ کسی اسلامی فرقہ کے ہوں۔ کیونکر اچھے ہو سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خدا تعالے کو واحدہ لاشریک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور راستباز اور قرآن کریم کو خدا تعالے کا کلام سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر سوائے شیعوں کے باقی سب مسلمان آریوں وغیرہ سے بدتر ہیں۔ تو کیا درنجف اور اس کے ہم خیال شیعہ اصحاب بتائیں گے کہ انہوں نے ملکانوں کو مرتد ہونے سے بچا کر شیعہ بنانے کے لئے کس قدر کوشش اور سعی کی ہے ان کے کتنے مبلغ آریوں کے پنجہ سے ملکانوں کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اس کے لئے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ تو کیا وہ اس الزام کے نیچے نہیں ہیں اور جبکہ ان کا دعوے ہے کہ حقیقی اسلام کے وہی حامل ہیں۔ انہوں نے کیوں ملکانوں کو اپنا اسلام نہ سکھایا۔ اور انہیں کو مرتد ہو جانے دیا۔

بہتر ہو کہ درنجف اور اس کے ہم مذاق شیعہ اصحاب اگر کوئی ہوں تو علاقہ ارتداد میں پہنچ کر ملکانوں کو مرتد ہونے سے روکیں اور شیعہ بنائیں ورنہ گھر بیٹھے ان لوگوں کی کوششوں کو عبث اور بے فائدہ قرار دینا جو فتنہ ارتداد کی روک تھام میں مصروف ہیں۔ نہ صرف شیعوں کی کم ہمتی کو ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اس بات کا بھی ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ کہ ان لوگوں میں اسلام کی ذرا بھی محبت اور الفت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ ان کے نزدیک دو کروڑ کا مسلمان کہلانا مرتد ہو کر آریہ کہلانے سے زیادہ خطرناک ہے۔

نکاح کے متعلق اسلامی احکام کے فوائد

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

۳ر جولائی کو بعد نماز عصر دو نکاحوں کا اعلان فرمانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

نکاح کا معاملہ

ایسا اہم معاملہ ہے کہ دنیا کے بہت سے کاروبار کی بنیاد اسی پر ہے۔ اور درحقیقت کسی قوم کی ترقی اور تنزل کا انحصار اسی پر ہے۔ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی اور کوئی قوم اپنا مدعا اور مقصد حاصل نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ اپنا ہی ترقی کرنیوالا سلسلہ اولاد پیچھے نہیں چھوڑتی۔ کیونکہ کوئی انسان خواہ کتنا ہی بڑا ہو جائے۔ اور کتنی ہی ترقی کر لے۔ اگر اسکے بعد اسکے کام کو جاری رکھنے والے نہ ہوں۔ تو اس کی تمام کوشش اور تمام محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ اپنی ذات میں کوئی شخص خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے۔ اگر اسکے بعد اسکی ترقی کو بڑھانیوالا کوئی نہ ہو۔ تو دنیا اور قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ چونکہ آئندہ کام کو جاری رکھنے والی اولاد ہی ہوتی ہے۔ اسلئے

تمام ترقیات کی جڑ نکاح ہے

کیونکہ اسکے ذریعہ آئندہ نسل چلتی ہے جو پہلوں کی قائمقام بنتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسکے لئے ایک سلسلہ رکھا ہے۔ کہ مرد و عورت کے ملنے سے پیدا ہو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ صرف مرد سے اولاد پیدا ہوتی ہو۔ اور اگر بغیر مرد کے کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو بطور معجزہ اور نشان کے ہوا ہے۔ جیسے حضرت مسیح پیدا ہو گئے۔ اور بھی چند مثالیں ملتی ہیں۔ مگر ان کو قانون نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بعض باتیں استثنائی ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی کثرت سے پائی جاتی ہیں مثلاً لکنت ہے۔ یہ استثنائی امر ہے۔ کیونکہ عام لوگوں کی زبان ایسی نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی لاکھوں انسان ہونگے۔ جن کی زبان میں لکنت ہوگی۔ اسی طرح

صرف عورت سے بچہ پیدا ہونا

استثناء ہے۔ مگر استثناء میں سے بھی استثناء ہے کہ بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔ اور مرد کو بچہ پیدا ہونے کی تو کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ پس جبکہ اولاد پیدا نہیں ہو سکتی۔ مرد اور عورت کے ملے بغیر۔ تو معلوم ہوا کہ نکاح پر ہر قوم کی ترقی کا مدار ہے۔

میں نے کئی دفعہ اس امر کے متعلق سوچا ہے کہ اگر لوگوں کا کوئی معاملہ ایسا ہے۔ جس پر قوم تصرف رکھے۔ تو وہ نکاح ہے۔ شریعت نے طلاق کے متعلق تو رکھا ہے کہ برادری کے لوگ سمجھائیں اور صلح کرانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ طلاق کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ سوچا اور میرے خیال میں آیا ہے کہ نکاح کے معاملہ میں

قوم کو بولنے کا حق

حاصل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ایسی عورت سے شادی کرے۔ جس کی وجہ سے قوم تباہ ہو جائے۔ وہ عورت اولاد کو ایسے رنگ میں اٹھائے کہ جو قوم کی تباہی کا باعث ہو۔ اسلئے قوم کو بولنے اور اسکے روکنے کا حق ہونا چاہیئے۔ اس کے نہ ہونے سے بڑے بڑے نقصان ہوتے ہیں۔ جیسے مسلمان بادشاہوں نے ایسے لوگوں کے ہاں شادیاں کر لیں۔ جنہیں اسلام سے نہ تھا مگر انکی عورتیں خوبصورت تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انکی اولاد اسلام سے بے نصیب ہو گئی۔ کیونکہ مائیں اسلام سے ناواقف تھیں۔

عباسی خاندان

اسی لئے تباہ ہوا۔ کہ ان بادشاہوں کی اولاد کو اسلام سے اتنا بھی تعلق نہ تھا جتنا کہ یورپ کے دہریوں کو عیسائیت سے ہے۔ انکے درباروں میں اسلام پر ہنسی اور تمسخر کیا جاتا تھا اور اگر اسکے خلاف کوئی بولتا تو اسے بدتہذیب اور گستاخ قرار دیکر دربار سے نکال دیا جاتا۔ یہ بھی بات کا نتیجہ تھا کہ بادشاہوں نے ایسی عورتوں سے شادیاں کیں جو اسلام سے ناواقف تھیں۔ لیکن اگر یہ رکھا جاتا کہ انکی شادیوں کے متعلق قوم کو بولنے کا حق ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ یورپ میں بادشاہوں کے لئے یہ قانون رکھا گیا ہے۔ اور یہ بہت اچھا قانون ہے۔ مثلاً انگلستان میں قانون ہے کہ شاہی خاندان یا اس سے تعلق رکھنے والے لڑکوں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ خود بخود شادی کر لیں۔ یورپ والے کہتے ہیں کہ ایشیائیوں کی تباہی کا بڑا سبب یہی ہے کہ وہ عورت مرد کو آزادانہ طور پر خود شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے لیکن شاہی خاندان کے لئے انہوں نے خود یہ پابندی رکھی ہے کہ وہ خود شادی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح شاہی خاندان اور اس سے قرابت رکھنے والے خاندانوں کی لڑکیاں بھی خود شادی نہیں کر سکتیں۔ پہلے بادشاہ اور کونسل میں سوال پیش ہوگا۔ اگر اجازت ہو گی۔ تب کر سکیں گے۔ خواہ لڑکی کسی پر عاشق ہی ہو یا لڑکا کسی پر عاشق ہو۔ اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکیں گے۔ اس طرح بعض دفعہ

میاں بیوی کی زندگی تلخ

ہو جاتی ہے۔ مگر ایسے فسادات بند ہو جاتے ہیں جو قوم کو تباہ کرنیوالے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک شخص کسی عورت سے شادی کرنی چاہتا ہے مگر اس کا اثر قوم پر برا پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے تو اسے شادی کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ اور دوسری جگہ اس کی شادی کر دی جاتی ہے لیکن جہاں وہ کرنا چاہتا ہو۔ اگر اسی جگہ کر لے تو قومی طور پر جو حقوق اور اعزاز اسے ملتے ہیں وہ چھین لئے جاتے ہیں۔ اور آئندہ ان حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ تو یورپ والوں نے شاہی خاندانوں کے لئے یہ قید رکھی ہے۔

میرے نزدیک ہر شادی میں دیکھنا چاہئے کہ اس شادی کا قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ہماری شریعت نے گو شادی کا معاملہ مرد عورت کی مرضی پر رکھا ہے۔ مگر اس کیلئے ایسی شرطیں لگا دی ہیں کہ اگر انکو مد نظر رکھا جائے تو کوئی مضرت نہیں پیدا ہو سکتی۔ مثلاً اول یہ کہ مرد و عورت اور انکے رشتہ دار

خدا تعالیٰ کی رضا

اور اسکو خوش کرنے کیلئے شادی کریں نہ کہ اپنی کسی نفسانیت کیلئے کریں اور ایسا جو کریگا

وہ قومی فوائد کو بھی مدنظر رکھیگا۔ کیونکہ یہ بھی خدا کی رضا کے حصول کیلئے ضروری ہے۔ خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں ہدایت کی گئی ہے۔ کہ شادی کرتے وقت تم کو چاہیئے کہ

خدا کا خوف اور قرابت والوں کا لحاظ

مدنظر رکھو۔ جب بیوی آئیگی تو میاں کے رشتہ داروں سے بھی اس کے تعلقات ہوں گے۔ اور میاں کے بیوی کے رشتہ داروں سے تعلقات ہوں گے۔ لیکن اگر شادی ایسی کی ہوگی۔ کہ اس کی وجہ سے رشتہ داروں کے تعلقات خراب ہو جائیں۔ تو اس کے ذریعہ قوم میں ترقی کہاں ہوگی۔ پس شادی کرتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے کہ عورت کے لانے سے اس کے رشتہ داروں اور اپنے رشتہ داروں سے کیسے تعلقات ہوتے ہیں۔ یہی بات لڑکی بھی دیکھے۔ اور لڑکی بیاہنے والے بھی دیکھیں۔ بعض اوقات لڑکا لڑکی کے خاندان سے دشمنی رکھتا ہے۔ لیکن لڑکی خوبصورت ہوتی ہے۔ اس لئے شادی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ لڑکی کی شادی کی جائیگی۔ تو لڑکی کو اپنے خاندان سے جدا ہونا پڑیگا۔ اور کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہوں گی۔

اسی طرح یہ ہدایت کی گئی ہے۔ کہ

استوار قول

سے شادی کا معاملہ طے ہو۔ دھوکہ فریب یا کوئی اور ناجائز خیال نہ ہو۔ جب اس طرح شادی ہوگی۔ تو کوئی فساد نہ ہوگا۔ فساد کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ بعض لوگ اس لئے لڑکی لے لیتے ہیں۔ کہ اس کے خاندان کو دکھ دیں۔ اور لڑکی کو بیاہ کر خراب کریں۔ مگر قرآن کریم کہتا ہے۔ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا اس ارشاد پر عمل کرنے والا کبھی ایسی بات نہیں کریگا۔ یا بعض دفعہ جھوٹے وعدے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً لڑکے والے کہہ دیتے ہیں۔ اتنا زیور اور اتنے کپڑے دینگے۔ حالانکہ جب لاتے ہیں تو دوسروں سے مانگ کر لاتے ہیں۔ اسی طرح لڑکی والے کہتے ہیں۔ اتنا جہیز دینگے۔ اور یہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ لڑکی اچھی جگہ لگ جائے۔ مگر جب وقت آتا ہے تو اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتے۔ اس سے فساد شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر اسلام کہتا ہے۔ جو بات کہو سچی اور سچی کہو۔ اس طرح اس قسم کے دھوکوں سے روک دیا۔

یا لڑکے والے کہتے ہیں۔ لڑکا لائق ہے۔ مگر وہ نہیں ہوتا۔ یا کہتے ہیں لڑکی خوبصورت اور سلیقہ شعار ہے حالانکہ نہیں ہوتی۔ اس قسم کی باتوں سے بھی روک دیا۔ غرض اس حکم کے ماتحت فساد کی ساری وجوہات دور ہو جاتی ہیں۔

پھر فساد اس وجہ سے ہوتا ہے۔ کہ

آئندہ کے متعلق غور

نہیں کیا جاتا۔ مرد یہ دیکھتا ہے۔ کہ عورت خوبصورت ہو۔ آگے خواہ کچھ ہو۔ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد شادی کرتے وقت آئندہ کے نتیجہ کو سوچ لو۔ اس حکم کو مدنظر رکھنے والا کبھی عورت کے صرف جمال و حسن کی وجہ سے شادی نہیں کریگا۔ کیونکہ وہ سمجھیگا۔ کہ یہ عارضی ہے۔ اور ہمیشہ رہنے اور کام آنے والی چیز تقوےٰ اور پرہیزگاری ہے۔ اس لئے اس کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

غرض ان آیات میں جتنے احکام شریعت نے دیئے ہیں۔ وہ ایسے ہیں۔ کہ ان پر عمل کرنے سے فساد پیدا نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح ان آیات میں ان رسوم سے بھی روک دیا گیا ہے۔ جو شادی کے موقع پر کی جاتی ہیں۔ مثلاً لوگ قرض لیکر اسراف کرتے اور اس طرح تباہ ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد آج تم روپیہ خرچ کر رہے ہو۔ تم یہ دیکھو کہ کل اس کا کیا اثر ہوگا۔ اس بات کو مدنظر رکھنے والا کبھی سودی روپیہ لیکر شادی پر نہیں لگائیگا۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے۔ یہ نہ دیکھو آج تمہارے ہاں شادی ہے۔ بلکہ یہ دیکھو۔ کہ کل پرسوں کیا ہوگا۔ کیا آج جو تم خوشی کر رہے ہو۔ کل ماتم تو نہ کرو گے۔

آج اگر سودی روپیہ لیکر کوئی خوشی مناتا ہے۔ تو کل یقیناً اسے ماتم کرنا پڑیگا۔ جبکہ سب کچھ قرضخواہ کی نذر ہو جائیگا اور پھر بھی اس کا قرضہ ادا نہ ہوگا۔

ہماری جماعت میں نکاح

ہوتے ہیں۔ جن میں بظاہر خوشی معدوم نہیں ہوتی۔ مثلاً آج ہی دیکھ لو۔ یہاں نہ لڑکے والے ہیں۔ نہ لڑکی والے۔ دونوں کہیں دور سے اجازت آگئی ہے۔ اور یہاں نکاح پڑھا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک کے لحاظ سے تو گویا یہ شادی ہی نہیں۔ مگر وہ جو خدا کے لئے دنیاداری کی باتوں کو چھوڑتے ہیں۔ ان کے لئے ایسے نکاح ہمیشہ کے لئے شادی ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جو قرض لے لیتا۔ اور باجے بجواتا۔ آتش بازی چھڑاتا دعوتیں کرتا ہے۔ اسے شادی کے دن خوشی ہو تو ہو۔ مگر شادی کے ایک ماہ بعد جب بنیا آکر مانگتا ہے۔ تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ قرض بڑھتا جاتا ہے۔ زمین اور مکان قرق ہو جاتے ہیں۔ تو قرض لیکر شادی پر خرچ کرنے والا خوشی کے شادیانے نہیں بجواتا۔ بلکہ ماتم اور بربادی کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن اسلامی احکام پر عمل کرنے سے انسان ان سب خرابیوں سے بچ سکتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔

لڑکی کی شادی

ہے۔ کچھ مدد دیجئے۔ فرماتے۔ مجھے تعجب ہوا کہ اسلامی نکاح کے لئے خرچ کی کونسی ضرورت ہے۔ جتنا خرچ کرکے یہ شخص یہاں آیا ہے اسی میں نکاح ہو سکتا تھا۔ میں نے کہا جتنی رقم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ کے نکاح پر خرچ کی تھی۔ اتنی میں آپ کو دیدیتا ہوں۔ اس پر کچھ دیر چپ رہنے کے بعد کہنے لگا۔ کیا آپ میری ناک کاٹنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا رسول کریمؐ کی ناک نہ کٹی تو تمہاری کیونکر کٹ جائیگی۔ درحقیقت اس طرح ناک نہیں کٹتی۔ ہاں جو سوال کرکے خرچ کرتا۔ یا قرض لیکر شادی کرتا ہے۔ اس کی ناک خود کٹ جاتی ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور قرض سے انسان پر تباہی اور بربادی آتی ہے۔ شادی کے دن تو لوگ جمع ہو کر دعوت کھا لینگے۔ لیکن جب بنیا مانگیگا۔ تو نہ صرف کوئی مدد کریں گے۔ بلکہ الٹا کہینگے۔ اس نے کیوں ایسی بے وقوفی کی تھی۔ اگر وہ شادی پر کچھ نہ کرتا۔ تو اس وقت کچھ کہہ لیتے۔ لیکن اگر جائداد تباہ نہ ہوتی۔ تو سب لوگ بعد میں اس کی تعریف کرنے لگ جاتے۔ کیونکہ اس کے پاس روپیہ ہوتا ٭

اسلامی احکام کی خلاف ورزی

تو سے لوگ تباہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع کے لئے وہ کلمات منتخب فرما دئے ہیں۔ کہ ان کو مدنظر رکھنے سے کوئی دکھ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو ہماری جماعت کے لوگ۔ ان احکام کی پابندی کرتے ہیں۔ تو کیسے آرام میں رہتے ہیں۔ پہلے لکھی روپے ملا کر دیتے تھے۔ اب تو میں یا کوئی اور مولوی صاحب کھڑے ہو کر نکاح پڑھ دیتے ہیں۔ حاضرین میں کچھ چھوہارے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی یہ بھی نہیں لا سکتا تو نہ لائے۔ اگر اپنے پاس کچھ ہونے کی صورت میں چونی یا دونی کے بھی چھوہارے لاتا ہے۔ تو وہ مسرف ہے۔ چونکہ اس طرح یہاں نکاح ہوتے ہیں۔ اسلئے ان کے مُنہ سے قرض سے دب کر یہ کبھی نہیں نکلتا۔ کہ کس بے وقت میں شادی کی تھی۔ یہ اسلام کے احکام پر عمل کرنے سے آرام حاصل ہوتا ہے۔ خدا کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہزار ہزار درود ہوں کہ لوگ ہمیں ان کی غلامی کی وجہ سے قید میں سمجھتے ہیں مگر ہم ان کی غلامی میں بھی آزاد ہی ہیں۔ کیونکہ قید میں وہ ہوتا ہے۔ جو رسم و رواج میں جکڑا ہوا ہو۔ اور جسے آیندہ کی فکر نہ ہو ٭

ضروری اطلاع

لاہور۔ گوجرانوالہ۔ لائلپور۔ شیخوپورہ کے احمدی برادران کیلئے

احمدی برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ سالانہ جلسہ کے بعد بعض ضرورتوں کے ماتحت خاکسار کو بغرض تعمیل ارشادات افسران نظارت مختلف مقامات میں تبلیغ اور مناظرات کے لئے جانا پڑا۔ ایسے حالات کے ماتحت بوجہ عدیم الفرصتی احمدی برادران اضلاع اربعہ مذکورہ کو تجدیدی طور پر اس نئے سال کیلئے نئی ہدایات کے ذریعہ تبلیغی کاروبار کی طرف متوجہ کرنے سے قاصر رہا۔ اور میرا خیال یہ بھی تھا کہ پچھلے سال کی ہدایات فرائض تبلیغ کی ادائگی کو غنیمت اور سعادت مندی سمجھنے والے احباب کے لئے یقیناً کفایت کرینگی۔ اور اس نئے سال کو تبلیغی کارروائی کے لحاظ سے پہلے سال کے سلسلہ میں ہی منضم فرما دینگے۔ مگر حالات مشہودہ اور تجربہ سے معلوم ہوا۔ کہ احباب نے ہدایات سابقہ کی تعمیل کو سال گذشتہ تک ہی محدود سمجھا جس سے ان کے تغافل پر سخت افسوس ہوا۔ اور نہ صرف ان کے تغافل پر۔ بلکہ مجھے اپنی غفلت پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے کہ باوجود اس علم کے کہ احباب سال رواں میں بوجہ غفلت از کاروبار تبلیغ و ارسال رپورٹ تبلیغ غلطی میں ہیں۔ میں نے انہیں اس غلطی سے آگاہ کرنے میں اپنے فرض منصبی میں تقصیر کی۔ جس کے لئے میں بصد ندامت خدا تعالیٰ کے حضور مستغفر و تائب ہوتا ہوں۔ اور اپنے احباب کو بھی اپنی اپنی غفلت کے لئے بغرض معافی مستغفر اور تائب ہونے کے لئے توجہ دلاتا ہوں۔ اور آیندہ کے لئے بصد تاکید حضرت خلافت مآب اور نظارت کے منشاء کے ماتحت ہدایات ذیل کی تعمیل کا فرض ان کے ذمہ ڈالتا ہوں کہ جس قدر ہو سکے۔ وہ نہایت ہوشیاری اور جوش اخلاص اور جوش تعشق سے تبلیغ کے فرض منصبی کو ہدایات مرقومہ ذیل کے مطابق انجام دے کر نہ صرف تلافی مافات سے ہی اپنے مولا کو راضی کریں۔ بلکہ آنیوالے سال کی ترقیوں کیلئے سال رواں کی تبلیغی خدمات کو بطور زینہ کے ظہور میں لانے کی کوشش کریں۔ و باللہ التوفیق ٭

میرے احباب ان دوستوں کے جوش اخلاص کا نمونہ اختیار کریں۔ جو اپنے خرچ پر گرمی کے اس سخت موسم اور ملکانہ قوم کے سخت گرم علاقہ میں اشاعت دین کی تپش کو اپنے سینہ میں اور ہمدردی خلق سے دردمند دل کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے شب و روز دشت گردوں اور صحرانوردوں کی طرح بے چین و بیقرار دیوانہ وار گھوم رہے ہیں۔ آپ میں سے بہت سے ہونگے۔ جو بوجہ اپنے اخلاص و ہمدردی ملکانہ قوم و بغرض انسداد فتنہ ارتداد وہاں جانے والے مخلصوں اور ہمدردوں کی معیت کیلئے آرزومند ہونگے لیکن میرے دوستو! غور کرو۔ مدعو سوچ بچار کرو تو کام فرماؤ کہ کیا ہماری تبلیغ کیلئے ملکانہ قوم کا علاقہ ہی باقی رہ گیا ہے۔ اور پنجاب کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں رہا۔ کہ جس میں کوئی غیر مسلم غیر احمدی غیر مبائع باقی رہ گیا ہو۔ اگر یہ صحیح ہے تو خیر لیکن حالات اسکے خلاف ہیں۔ اور یقیناً خلاف ہیں۔ اور پنجاب کے ہر ضلع میں غیر مسلم غیر احمدی اسقدر موجود ہیں کہ بہت سے انہیں سے ایسے ہیں جن کے کان اسلام اور احمدیت کے مبلغین کی آواز سے اب تک آشنا نہیں ہوئے۔ کیا ایسی صورت کے ہوتے ہوئے ملکانہ قوم سے ہمدردی رکھنے والے اور ایک دُور کی مسافت طے کرنے کے ساتھ تبلیغ اسلام کا جوش ظاہر کرنیوالے اپنے اپنے ضلع اور علاقہ کے قریب اور قریبی غیر مسلموں اور غیر احمدیوں سے ہمدردی کا دم بھرتے ہوئے انہیں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ سے محروم رکھنے کا حق رکھتے ہیں ہرگز نہیں ٭

سو میں اپنے احباب کو تاکیدی الفاظ میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگر انہیں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کا سچا جوش اور اخلاص ہے۔ اور مخلوق خدا سے سچی ہمدردی ہے تو جب تک انہیں ملکانہ قوم کے علاقہ میں جوہر ہمت و ہمدردی دکھلانے کیلئے موقع نہیں ملتا۔ اور روانگی معرض التواء و تاخیر میں ہے وہ اپنے اپنے علاقہ میں ہدایات مرقوم ذیل کے مطابق اشاعت اسلام و تبلیغ احمدیت کے کام کو جوش اخلاص اور محبت و ہمدردی سے زور کی کوششوں کے ساتھ شروع کر دیں۔ وباللہ التوفیق۔

ہدایات

(۱) سکرٹریان تبلیغ اضلاع اربعہ (لاہور۔ گوجرانوالہ۔ لائلپور۔ شیخوپورہ) جنہیں سال گذشتہ میں بعہدہ سکرٹری فائز کیا گیا وہ سب کے سب اپنے اپنے علاقہ میں شروع کارروائی تبلیغ سے دفتر نظارت میں اطلاع دیں (۲) ہر پندرہ روز کے بعد تبلیغی کارروائی کی باقاعدہ رپورٹ نظارت میں ارسال کیجائے۔ (۳) سال گذشتہ کے متعلق جو ہدایات اعلام کی سُرخی سے ۲۲ء کے الفضل میں شائع کی گئیں۔ تبلیغی کام میں علی العموم انہیں پیش نظر رکھنا چاہیئے ٭

خاکسار

ابوالبرکات۔ غلام رسول راجیکی افسر تبلیغ اضلاع مذکورہ۔

علاقہ ارتداد میں جماعت احمدیہ قادیان کی تبلیغی مساعی

قدردان معززین کی نظر میں

اگرچہ ہماری غرض کبھی یہ نہیں ہوئی۔ کہ دکھاوے کے لئے اپنی تبلیغی کوششوں کے نتائج پیش کریں۔ اور نہ کبھی ہوگی بلکہ ان اصحاب کی خاطر جن کے ایمان ترقی اسلام کی خبر سن کر بڑھتے اور جن کے دل دشمن کی ہزیمتوں سے مسرور ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی کچھ لکھنا پڑتا ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر علاقہ ارتداد کے متعلق اپنے مجاہدین کی مساعی کا کسی قدر ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر مولوی صاحبان جو ہر اس بات کی مخالفت پر تلے رہتے ہیں۔ جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ خواہ وہ بنفسہ کس قدر مفید اور پر از صداقت ہو۔ اس موقع پر بھی اپنی عادت سے باز نہیں رہے اور اپنے تبلیغی نتائج لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی بجائے سارا زور ہمارے خلاف غلط بیانیوں پر صرف فرما رہے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ ان کی رپورٹیں بناوٹی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ یہ جو کچھ لکھتے ہیں۔ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ مگر ہم اس فرقہ کو قطعاً معذور سمجھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں سمجھدار مسلمان بھی انہیں اسی نظر سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ باوجود مولوی صاحبان کی متفقہ مخالف اور غلط بیانیوں کی بھرمار کے مسلمانوں میں ایسے صاحب نظر اور حقیقت شناس اصحاب ضرور ہیں۔ جو ان کے دہوکہ میں نہیں آتے۔ اور اصلیت کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھ رہے ہیں۔ ذیل میں چند اقتباسات ایسے اصحاب کی تحریروں سے درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱)

معاصر زمیندار (۲۴ جون) میں جناب شیخ نیاز علی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل ہائی کورٹ لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔

"جو حالات فتنہ ارتداد کے متعلق بذریعہ اخبارات علم میں آچکے ہیں۔ ان سے صاف واضح ہے کہ سب سے اول جماعت احمدیہ اسلام کی اول خدمت کر رہی ہے۔ جو ایثار کرشنگی نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے۔ وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے اندازہ عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھا دی ہے۔ افسوس کا مقام ہے۔ کہ انکی امداد کرنے کی بجائے ان کے راستہ میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ اور ہم میں ایسے بزرگ اب تک موجود ہیں۔ جو یہاں تک کہہ دینے کو تیار ہیں کہ ملکانے مسلمان راجپوت بت پرست بنجائیں تو حرج نہیں مگر احمدی مسلمان نہ ہوں۔ گویا ہم میں سے بعض کے دماغ ایسے فرقی ہو گئے ہیں کہ وہ ایسے کارکن اور حقیقی مسلمانوں کو مسلمان ماننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ محض اسواسطے کہ جہاں ان کے عقائد اور اعمال اسلام کے عین مطابق ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ میرا مقصود یہ نہیں کہ میں جماعت احمدی کے عقائد پر بحث کروں۔ خاصکر اس حالت میں کہ خود بھی احمدی نہیں ہوں لیکن میں اس عمل کو نہایت ذلیل سمجھتا ہوں کہ محض جزوی عقائد کے اختلاف کے باعث ہم اپنے بھائیوں کی نیک مساعی میں سد راہ ہوں۔ کیا یہ بالکل لغو اور محض تعصب نہیں کہ ہم ان کو مسلمان بھی شمار نہ کریں حالانکہ وہ بھی اسی کلمے پر ایمان لانیوالے ہیں۔ جس کو ہم اپنے مسلمان ہونے کی سند میں پیش کرسکتے ہیں۔ اور جس سند کو ہم مسلمان کہلانے کے لئے کافی و وافی سمجھتے ہیں۔

اس بحث کے ساتھ قدرتاً یہ خیال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ جہاں ہمارے احمدی بھائی اپنے ذاتی خرچ سے اور بے اندازہ جسمانی و مالی مشکلات کا سامنا کر کے اس کار ثواب اور خدمت اسلام کو استقلال اور نعمت نمایاں کامیابی کے ساتھ پورا کر رہے ہیں خلافت کمیٹی اپنے حال میں کیوں مست ہے۔ اور کانگریس کے سرود نگاری ہے۔ جب لاکھوں روپیہ نہ صرف امیروں نے بلکہ زیادہ تر غریبوں یتیموں اور بیواؤں نے اپنے زیور مویشی خانگی اسباب بلکہ جامہ تن تک بیچ کر خدمت اسلام کی خاطر دئے ہیں۔ خلافت کمیٹی ایک پیسہ بھی اپنے مسلمان بھائیوں کو فرقہ کفار میں شامل کئے جانے کی مخالفت میں خرچ کرنے کے لئے کیوں تیار نہیں؟"

(۳)

معاصر زمیندار (۲۹ جون) میں "حلقہ ارتداد بچشم دید حالات" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جسے درج کرتے ہوئے "زمیندار" نے یہ الفاظ لکھے:۔

"ہمارے دوست شیخ غلام حسن صاحب جو اسلامیہ ہائی سکول جہلم کے ہیڈماسٹر تھے۔ فتنۂ ارتداد سے مضطرب ہو کر اپنی ملازمت سے فراغت حاصل کر کے حلقہ ارتداد میں خود گئے اور کسی انجمن سے تعلق پیدا کئے بغیر آزادانہ وہاں کے حالات کا عینی مشاہدہ کیا۔ آپ نے مشاہدے کے بعد جو خیالات قلمبند کئے وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔"

اس مضمون میں شیخ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:۔

"قادیانی احمدی اعلےٰ ایثار کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کے قریباً ایک سو مبلغ امیر وفد کی سرکردگی میں مختلف دیہات میں مورچہ زن ہیں۔ ان لوگوں نے نمایاں کام کیا ہے۔ جملہ مبلغین بغیر تنخواہ یا سفر خرچ کے کام کر رہے ہیں۔ ۳۰ مئی کو انہوں نے ایک عظیم الشان مورچہ دشمن سے فتح کیا یعنی ریاست بھرتپور میں موضع اگرن اور چانی گنج کو دوبارہ اسلام میں داخل کیا۔ یہ دیہات آریوں کے دام تزویر میں پھنس کر اشدھ ہو چکے تھے۔ آریوں کے دو مبلغین اگرن میں تھے۔ تین ماہ کی کوششوں کے بعد بالآخر یہ لوگ کامیاب ہوئے۔ ۳۰ مئی کو چانی گنج کے سالم گاؤں اور اگرن کے ۲۳ گھرانوں نے اسلام اختیار کیا۔ جیتے رہو ہمت والے۔"

پھر لکھتے ہیں:۔

"مجلس نمائندگان کے ارکان کی بابت یہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے سرمایۂ قومی کو بیدریغ خرچ کیا۔ کنور عبدالوہاب صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی جن کے نام نامی اور اسم گرامی فتنۂ ارتداد کے تذکرہ میں عالم اسلامی کے اندر بہت کچھ گونج پیدا کر چکے ہیں۔ مجلس نمائندگان کے ارکان عالی ہیں۔ یہ حضرات اگر خیال کبریائی کو بالائے طاق رکھ کر ابھی میدان عمل میں اتر آئیں۔ تو شیرازہ قومی بڑی حد تک

سلک واحد میں منسلک ہو سکتا ہے۔ ہم گو احمدی نہیں لیکن احمدیوں کے اعلیٰ کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جس اعلیٰ ایثار کا ثبوت جماعت احمدیہ نے دیا ہے۔ اس کا اعلیٰ نمونہ سوائے متقدمین کے مشکل سے ملتا ہے ان کا ہر ایک مبلغ غریب ہو یا امیر بغیر مصارف سفر و طعام حاصل کئے۔ میدان عمل میں گامزن ہے۔ شدت کی گرمی اور لوؤں میں وہ اپنے امیر کی کامل اطاعت میں کام کر رہے ہیں۔ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کس جماعت نے ان کے مقابلہ پر ایثار کا ثبوت دیا ہے۔ افسوس ہے کہ کسی اسلامی جماعت نے غیر معمولی ایثار یا معمولی سی ردا داری کا بھی ثبوت نہ دیا جائے"۔

معاصر قومی رپورٹ (۵ ۲ رجون) رقمطراز ہے۔

"اس میں شک نہیں کہ احمدی جماعت شدھی کا مقابلہ بہت سچائی اور آزادگی سے کر رہی ہے۔ ہمارے دوستوں نے آگرہ اور دہلی سے ہمیں اطلاع دی ہے۔ کہ حلقہ ارتداد میں احمدیوں کا کام بہت باقاعدہ ہے۔ اور وہ ایمانداری سے کام کر رہے ہیں"۔

معاصر آگرہ اخبار لکھتا ہے۔

"جہاں تک ہمیں علم ہے۔ علمائے احمدیہ علمائے انجمن نمایندگان تبلیغ آج کل نہایت مفید کام انجام دے رہے ہیں۔ لیکن بعض اصحاب جو جماعت مصطفےٰ رضا میں شامل ہیں۔ جو آج کل شہر میں وعظ فرما رہے ہیں۔ ان کی تقریروں کا ابتذال اور سوقیت قوم اور اسلام کیلئے باعث ننگ ہے۔ اور نہایت افسوس ہے کہ مسلمان پبلک کا مذاق اس قدر بگڑا ہوا ہے۔ کہ ایسی قسم کی تقریروں کو جن کو وعظ کے لفظ سے تعبیر کرنا ہی علمائے امت کی توہین ہے۔ بہت پسند کرتی ہے حضور سراج الملت والدین امیر امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہ کو اور ان محترم ہستیوں کو جن کے نام پر کل تک قوم جان دیتی تھی جن کے ایثار اور نیک نیتی میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ نہایت برے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اختلاف امت کو جسے پیغمبر خدا صلعم نے رحمت کے لفظ سے یاد فرمایا ہے ہمارے علماء نے اپنے بازار شہرت کی رونق کا سبب ٹھہرا رکھا ہے"۔

احمدی مبلغین علاقہ ارتداد کے خلاف

مولویوں کی کارروائیاں

اس وقت جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے دشمنوں کے حملے ہو رہے ہیں۔ اور لشکر کفار اپنی پوری طاقت سے دین محمدی کو نیست و نابود کر دینا چاہتا ہے۔ اس وقت جبکہ اسلام کے فرزندان توحید پرستوں کا وجود دنیا میں خون آلود نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ پھر جبکہ رسول عربی کا کلمہ پڑھنے والوں کو بت پرستی کی اندھیری غار میں گرایا جا رہا ہے بعض علماء کہلانے والے اپنی روش اپنی حرکات اور دعاوی سے دشمنان دین کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ کیا یہ ماتم کا مقام نہیں کہ دشمن تو آپس میں سخت اختلاف رکھنے کے باوجود اسلام کے مقابل پر ایک ہو رہے ہیں۔ مگر مسلمان کہلانے والے آپس میں ہی لڑ جھگڑ کر اسلام کی کشتی کو ڈبو رہے ہیں۔

آج دنیا میں کون نہیں جانتا کہ تبلیغ اسلام میں انتہائی قربانی کرنے والی جماعت جماعت احمدیہ ہے۔ دوست تو دوست دشمن بھی اس کی گواہی دے رہے ہیں۔ ذرا پوچھیں تو سہی۔ اس وقت امریکہ میں شمس الاسلام کی شعاعیں کون پہنچا رہا ہے۔ انگلستان میں کفر کی تاریکی کو مٹا کر اسلام کا منور چہرہ کون دکھا رہا ہے۔ افریقہ کے ریگستانوں میں عرفان کی ندیاں کون بہا رہا ہے۔ اور رسول عربی کے دین کو دنیا کے کناروں تک کون پہنچا رہا ہے۔ کسی سے پوچھ دیکھو یہی جواب ملیگا۔

"سلسلہ عالیہ احمدیہ"

پھر جب سے احمدی بہادران نے میدان ارتداد میں قدم رکھا ہے۔ دشمن کے قدم اکھڑ گئے ہیں۔ اور سامنے آکر مقابلہ کرنے کی بجائے رو بہ بازیوں پر اتر [illegible] ہیں خدا کے فضل و رحم کے ساتھ لشکر محمود نے وہ چل پل کر حملے کئے۔ کہ حریف کے چھکے چھوٹ گئے۔ مگر افسوس مولوی صاحبان گاؤں بہ گاؤں یہ کہتے پھرتے ہیں۔ کہ قادیانی کافر ہیں۔ ان کو نکالدو۔ مسلمان کہلانے والے مرتد ہو کر آریہ ہو جائیں۔ آداگون کے گورکھ دھندے میں پھنس جائیں۔ محبوب خدا پر ہزاروں ناپاک الزام لگائیں۔ کلام پاک پر پھبتیاں اڑائیں۔ امہات المومنین کو گالیاں سنائیں۔ تو مولوی صاحبان کی بلا سے۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر کوئی شخص احمدی ہو کر توحید کا پرستار عالی سرکار آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق زار۔ کلام الٰہی کا جان نثار اسلام کی محبت میں گرفتار ہو جائے۔ تو مولوی صاحبان کے نزدیک آریہ سے بدتر ہو گیا سبحان اللہ کی شان ان مولوی صاحبان کو کیا ہو گیا۔ کیوں ان کے سینے میں اسلام کی تڑپ نہیں رہی۔ کیوں ان کے دل سے دین محمدی کا درد جاتا رہا۔

وہ اسلام جسکو صحابہ کرام نے اپنے خون سے سینچا۔ وہ اسلام جس کے لئے بیشمار قربانیاں کی گئیں وہ اسلام جس کو بزرگان سلف نے ہزاروں مصیبتوں سے پالا۔ آج مولوی صاحبان کے ہاتھوں تباہ ہو رہا ہے۔

مولوی صاحبان گاؤں بہ گاؤں تو ہماری مخالفت کرتے پھرتے ہی تھے۔ اب انہوں نے ہمارے خلاف لیکچر دینا بھی شروع کر دئے۔ چنانچہ ۸ رجون ۱۹۲۳ء کو قائم گنج ضلع فرخ آباد میں دو دیوبندی حضرات مولوی سرور حسین صاحب و مولوی عمر دین صاحب نے ہمارے خلاف لیکچر دئے اور خوب پیٹ بھر کر گالیاں دیں۔ ناواقف لوگوں کو ہمارے خلاف اکسا یا بھڑکایا اور ہمیں مباحثہ کا چیلنج دیا۔ وہاں کے احمدی مبلغ نے ان کو بہت سمجھایا۔ کہ یہ وقت آپس میں اختلاف کا نہیں۔ مگر مولوی صاحبان مخالفت کے نشے میں سرشار کب سنتے تھے۔

ہمیں مولوی صاحبان پر ہنسی بھی آتی ہے اور رونا [illegible] اور بہت کی مخالفت میں لیکچر اور مباحثے کر کے کیا کر لیا۔ جو آپ کر لیں گے۔ کیا وہ دیکھتے نہیں۔ کہ ان کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ پہلے ایک اکیلا خدا کا بندہ اٹھا اور اب کئی لاکھ اس کے نام لیوا موجود ہیں۔ اور رونا اس لئے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ چاروں طرف سے اسلام نرغے میں ہے۔ اور دشمن حملے

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری سنہ ۱۹۲۳ء سے شروع ہوتا ہے

بقیہ ماہ فروری سنہ ۲۳ء

۳۰۸ - بدرالدین صاحب ضلع گورداسپور
۳۰۹ - امام الدین صاحب ،،
۳۱۰ - امام الدین صاحب اکلپور
۳۱۱ - غلام محمد صاحب ،،
۳۱۲ - دین محمد صاحب ،،
۳۱۳ - غلام قادر صاحب ،،
۳۱۴ - جان محمد صاحب ،،
۳۱۵ - تاج محمد صاحب ،،
۳۱۶ - مستری احمد الدین صاحب ،،
۳۱۷ - فضل الدین صاحب ،،
۳۱۸ - برکت بی بی صاحبہ ،،
۳۱۹ - جنت بی بی ،، ،،
۳۲۰ - فاطمہ بی بی ،، ،،
۳۲۱ - پھاگن بی بی ،، ،،
۳۲۲ - زینب بی بی ،، ،،
۳۲۳ - محمد صدیق صاحب جہلم
۳۲۴ - ابراہیم صاحب ،،
۳۲۵ - محمد نواز ،، ،،
۳۲۶ - فضل کریم صاحب ،،
۳۲۷ - غلام رسول ،، ،،
۳۲۸ - احمد دین صاحب ،،
۳۲۹ - صدر دین ،، ،،
۳۳۰ - احمد [illegible] ،، ،،
۳۳۱ - اسمٰعیل ،، ،،
۳۳۲ - صدرالدین ،، ،،
۳۳۳ - فضل الٰہی ،، ،،
۳۳۴ - قاسم دین ،، ،،
۳۳۵ - محمد صدیق صاحب جہلم
۳۳۶ - علی محمد صاحب ،،
۳۳۷ - عبدالغنی ،، ،،
۳۳۸ - عبدالکریم ،، ،،
۳۳۹ - فضل کریم ،، ،،
۳۴۰ - اللہ دین ،، ،،
۳۴۱ - بلند خاں صاحب ضلع سیالکوٹ
۳۴۲ - لاہیدین صاحب ،،
۳۴۳ - دین محمد صاحب ،،
۳۴۴ - برکت بی بی صاحبہ ،،
۳۴۵ - بیگم بی بی ،، ،،
۳۴۶ - فیروز صاحب ،،
۳۴۷ - مہر علی ،، ،،
۳۴۸ - غلام حیدر صاحب ،،
۳۴۹ - حیات بی بی صاحبہ ،،
۳۵۰ - نظام الدین صاحب ،،
۳۵۱ - احمد بی بی صاحبہ ،،
۳۵۲ - نبی احمد صاحب ،،
۳۵۳ - چراغ دین ،، ،،
۳۵۴ - محمد حسین ،، ،،
۳۵۵ - محمد شریف ،، ،،
۳۵۶ - ریشم بی بی صاحبہ ،،
۳۵۷ - [illegible] بی بی ،، ،،
۳۵۸ - حاکم بی بی ،، ،،
۳۵۹ - بی بی رانی ،، ،،
۳۶۰ - رسول بی بی ،، ،،
۳۶۱ - زینب بی بی ،، ،،
۳۶۲ - محمد بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۳۶۳ - بشیر احمد صاحب ضلع سیالکوٹ

ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

۳۶۴ - طالع بی بی اہلیہ محمد سلطان صاحب ضلع سیالکوٹ
۳۶۵ - مسعودہ بیگم صاحبہ ،،
۳۶۶ - سعید بیگم صاحبہ ،،
۳۶۷ - ظفر اللہ خاں صاحب ،،
۳۶۸ - احسان اللہ صاحب ،،
۳۶۹ - معراج الدین صاحب زرگر ،،
۳۷۰ - حکیم سید فضل کریم صاحب ضلع مونگیر
۳۷۱ - خلیل الرحمن صاحب ریاست کپورتھلہ
۳۷۲ - غلام فاطمہ صاحبہ ضلع لائلپور
۳۷۳ - بانو بیگم صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۳۷۴ - روشن بی بی گوجرانوالہ
۳۷۵ - طالع مند ضلع سیالکوٹ
۳۷۶ - سید محمد صاحب ،،
۳۷۷ - ریشم بی بی صاحبہ ،،
۳۷۸ - کرم بی بی ،، ،،
۳۷۹ - خوشی محمد صاحب ،،
۳۸۰ - صدرالدین ،، ،،
۳۸۱ - ابراہیم ،، ،،
۳۸۲ - اسمٰعیل ،، ،،
۳۸۳ - فقیر محمد کشمیری ضلع گوجرانوالہ
۳۸۴ - علی محمد صاحب ضلع سیالکوٹ
۳۸۵ - محمد خاں ،، ،،
۳۸۶ - ممتاز احمد صاحب جہلم
۳۸۷ - [illegible]
۳۸۸ - امام الدین صاحب ،،
۳۸۹ - عبداللہ صاحب ،،
۳۹۰ - حسن محمد صاحب ،،
۳۹۱ - عبدالوہاب صاحب ،،
۳۹۲ - نبی بخش صاحب ضلع گوجرانوالہ
۳۹۳ - حسین ،، ،،
۳۹۴ - نعمت خاں ضلع ہوشیارپور
۳۹۵ - غلام جیلانی خاں صاحب ،،
۳۹۶ - جمعدار حسن محمد صاحب موضع نورنگ
۳۹۷ - سلطان بیگم صاحبہ موضع نورنگ
۳۹۸ - مقربہ بیگم صاحبہ موضع نورنگ
۳۹۹ - نتھو خاں صاحب ریاست پٹیالہ
۴۰۰ - محمد اکرم صاحب ،،
۴۰۱ - نصیبن ،،
۴۰۲ - حسینی ،،
۴۰۳ - ولی محمد ،،
۴۰۴ - حسن محمد صاحب ،،
۴۰۵ - زینب ،،
۴۰۶ - نور الٰہی ضلع گجرات
۴۰۷ - فقیر محمد لطیف صاحب ضلع شیخوپورہ
۴۰۸ - چوہدری اللہ دتا صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۰۹ - غلام محمد صاحب ،،
۴۱۰ - چوہدری نواب دین صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۱۱ - محمد دین صاحب ،،
۴۱۲ - مہتاب الدین صاحب ،،
۴۱۳ - عائشہ بی بی صاحبہ ،،
۴۱۴ - عائشہ بی بی صاحبہ حیدرآباد سندھ
۴۱۵ - رحیم بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۱۶ - غلام حسین صاحب ،،
۴۱۷ - غلام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۱۸ - غلام محمد صاحب ،،
۴۱۹ - مولا بخش صاحب ،،
۴۲۰ - عائشہ بی بی صاحبہ ،،
۴۲۱ - شیخ محمد سلطان صاحب ضلع ملتان
۴۲۲ - شیخ محمد رحمان صاحب ،،
۴۲۳ - محمد نواب صاحب ،،
۴۲۴ - غلام حسین صاحب ،،
۴۲۵ - مریم بی بی صاحبہ ضلع گجرات
۴۲۶ - شیخ علی صاحب ضلع ہوشیارپور
۴۲۷ - جلال الدین صاحب ،،
۴۲۸ - خیرو خاں ،،
۴۲۹ - سکینۃ النساء صاحبہ ضلع لاہور
۴۳۰ - جھنڈا صاحب امرتسر
۴۳۱ - منظور حق ،،
۴۳۲ - رانی صاحبہ ضلع سرگودھا
۴۳۳ - ہاجرہ بی بی صاحبہ ،،
۴۳۴ - حسن محمد صاحب ضلع منٹگمری
۴۳۵ - بانان ضلع فیروزپور
۴۳۶ - پانچ آدمی تین عورتیں تین بچے ضلع فیروزپور
۴۳۷ - محمد دیوان صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۳۸ - جنت بی بی صاحبہ ،،
۴۳۹ - عبدالکریم صاحب بمبئی
۴۴۰ - راج بی بی ضلع سیالکوٹ
۴۴۱ - رسول بی بی ،،
۴۴۲ - بی بی ،،
۴۴۳ - فاطمہ بی بی ،،
۴۴۴ - خدا بخش صاحب ،،
۴۴۵ - فضل الدین صاحب ،،
۴۴۶ - کریم بی بی صاحبہ ،،
۴۴۷ - بشیر احمد صاحب ،،
۴۴۸ - نذیر احمد صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۴۹ - شیخ محمد صاحب کیمل پور
۴۵۰ - اللہ دتا صاحب ضلع
۴۵۱ - بیگم ضلع لائلپور
۴۵۲ - ہمشیرہ منشی غلام قادر صاحب ضلع جہلم
۴۵۳ - صالح بی بی ضلع سیالکوٹ
۴۵۴ - شیخ احمد الدین صاحب فیروزپور
۴۵۵ - بخت نور ضلع جہلم
۴۵۶ - کرم داد صاحب ریاست جموں
۴۵۷ - غلام علی صاحب ،،
۴۵۸ - ستار محمد صاحب ،،
۴۵۹ - سلطان ،،
۴۶۰ - غلام قادر ،،
۴۶۱ - عطا محمد صاحب ،،
۴۶۲ - فیروز شاہ صاحب ضلع لدھیانہ
۴۶۳ - ہمشیرہ عبدالباقی بھاگلپور
۴۶۴ - مستری پیراندتا ضلع سیالکوٹ
۴۶۵ - خیر دین صاحب ،،
۴۶۶ - اللہ دتا ،،
۴۶۷ - محمد ،،
۴۶۸ - حیات بی بی ،،
۴۶۹ - کرم بی بی ،،
۴۷۰ - صالح بی بی ،،
۴۷۱ - اللہ دوائی ،،
۴۷۲ - مہتاب بی بی ،،
۴۷۳ - حسین بی بی ،،
۴۷۴ - فضل بی بی ،،
۴۷۵ - ڈاکٹر سلطان محمد صاحب پشاور
۴۷۶ - عبدالرحمن صاحب کلکتہ
۴۷۷ - نواب صاحب ضلع گوجرانوالہ
۴۷۸ - محمد صادق صاحب ضلع سرگودھا
۴۷۹ - حسین محمد صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۸۰ - غلام رسول صاحب

(باقی دارد)

پادری عبدالحق کو شکست

۲۶ ؍ جون ۱۹۲۳ء کو عیسائیوں سے مباحثہ کے لئے میں دھاری وال (ڈیرہ) گیا۔ پادری صاحبان نے مجھے دیکھتے ہی یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ بحث کا مضمون تبدیل کرنا چاہیئے۔ مگر میں نے سمجھایا چونکہ کفارہ پر بحث مقرر ہو چکی ہے اور یہی مسئلہ اصل مسیحیت ہے۔ اس لئے پادری صاحب کو اس پر بحث کرنے سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ معزز ہنود و اہل اسلام نے بھی اسکی تائید کی۔ آخر پادری صاحب قہر درویش برجان درویش رضا مند ہو گئے۔ میں نے گیارہ اعتراض ۱۵ منٹ میں پادری صاحب پر کئے۔ اور ان کی تقریر کی تردید باقبل ہے کی۔ خدا کے فضل سے پادری صاحب نے ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔

جلسہ کے خاتمہ پر جب تمام ہندو مسلم پبلک نے باواز بلند پادری صاحب کی شکست کو ظاہر کیا۔ تو پادری عبدالحق کہنے لگے۔ اگر احمدیوں میں جرأت ہے تو وہ اپنے بھیجے مناظر کو تیار کریں۔ کہ وہ ۳۰ ؍ جون کو ہم سے تثلیث فی التوحید کے مسئلہ پر بحث کرے۔ جب پادری صاحب متعدد بار باواز بلند چیلنج دے چکے۔ تو میں نے کہا۔ کہ میں اسی وقت اسی جگہ اسی مضمون پر بحث کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور حاضرین سے التماس ہے۔ کہ ان کو تیار کریں۔ جب یہ آواز پادری صاحب نے سنی۔ تو فوراً معذوری و مجبوری ظاہر کر کے ۳۰ ؍ جون کیلئے مصر ہوئے۔ ہم نے اسکو تسلیم کیا۔ اور صرف یہ شرط پیش کی کہ اس مناظرہ میں ضروری ہوگا کہ ہر مدعی اپنے دعویٰ کو اپنی الہامی کتاب سے واضح کرے اور دلائل بھی اپنی مسلم الہامی کتاب سے پیش کرے۔ اسکو جناب ایف جیوولی بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول دھاری وال نے بذریعہ تحریر بھی تسلیم کیا۔ اور اس وقت بھی تسلیم کر لیا گیا۔ مگر بعد ڈاکٹر صاحب نے لکھا۔ کہ ہم اس شرط کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور ۳۰ ؍ جون کو پادری عبدالحق صاحب حسب وعدہ خود دھاریوال نہ آئے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنی دوسری شکست پر صاف مہر کر دی ہے۔

مختصر خبریں

—— حکومت ہند نے جس قرضہ کا سلسلہ ۱۲ ؍ جولائی کو شروع کیا تھا بند کر دیا ہے۔ کیونکہ رقم کی مقدار ۲۴ کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔

—— اتحادیوں اور ترکوں میں لوزان کی کانفرنس میں ان تین اہم مسائل کے متعلق اصولاً مفاہمت ہو چکی ہے اول عثمانی قرضہ کس سکہ کے ذریعہ ادا کیا جائے۔ دوم جزائر اور سوم ترکی کے علاقہ کا تخلیہ۔ عنقریب معاہدہ صلح پر دستخط ہو جائیں گے۔

—— بالائی فاسفورس کے کنارہ پر جن ۱۹ یونانی دیہاتیوں پر یونانی افواج کو مدد دینے کا الزام لگایا گیا تھا۔ ان میں سے ۱۷ کو ترکی فوجی عدالت نے پھانسی کی سزا دی ہے۔

—— دارالعوام میں محصول نمک کے متعلق وائسرائے ہند کی تصدیق ۲۷ آرا کے مقابلہ میں ۲۱۳ آرا سے پاس ہو گئی۔

—— لوزان میں یونانیوں اور ترکوں کے درمیان جو مفاہمت ہوئی اس کے ماتحت یونان نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ان تمام جہازوں کو جو ۱۹۱۸ء سے اس وقت تک اس نے گرفتار کئے واپس کر دے گا۔

—— پنڈت مالوی صاحب نے ناگپور کے کانگریسی اصحاب کو یہ پیغام بھیجا ہے۔ کہ ضرور کونسلوں میں داخل ہوں۔ اور اسے قومی فرض سمجھیں۔

—— وہ مسودہ قانون جس کے رو سے عورتوں کو خاوندوں کے خلاف طلاق حاصل کرنے کا اختیار ہوگا۔ ہاؤس آف لارڈز میں بغیر کسی ترمیم کے پاس ہو گیا۔

—— ۹ ؍ جولائی کو لالہ لاجپت رائے کی صحت یابی کیلئے پرارتھنا کرنے کے لئے راوی کے کنارے جلسہ کیا گیا جس میں بڑی کثرت سے مرد اور عورتیں شامل ہوئے۔ مگر ملاپ اس امر پر سخت افسوس کر رہا ہے۔ کہ کوئی ذمہ دار مسلمان بھائی اس موقع پر موجود نہ تھا۔

—— اگست میں کانگرس کا جو اجلاس خاص بمبئی میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اس کی صدارت کے لئے ابوالکلام صاحب آزاد کو منتخب کیا گیا ہے۔

—— سیٹھ جمنا لال بجاج اور ان کے تین ساتھیوں کو اٹھارہ اٹھارہ ماہ قید سخت اور بھاری جرمانوں کی سزائیں دی گئی ہیں۔ اگر جرمانے ادا نہ کئے گئے تو چار چار ماہ مزید قید بھگتنی ہوگی۔

—— مجلس وضع قوانین ہند میں مسٹر باسو کی یہ قرارداد کہ قانون حکومت ہند کی دفعہ ۶۷ ب میں ایسی ترمیم کی جائے جس سے وائسرائے خاص اختیارات نہ استعمال کر سکیں ۳۶ آرا کے مقابلہ میں ۴۸ آرا سے منظور ہو گئی۔

—— ترکی سے مصالحت پر لنڈن میں معمولی طمینان ظاہر کیا گیا ہے۔ اور مسٹر اسکویتھ نے مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— حکومت مصر نے حجاج کے ساتھ جو طبی وفد کو معظمہ بھیجا ہے۔ حکومت حجاز نے اسے اپنی خود مختاری میں مداخلت قرار دیتے ہوئے اس پر اعتراض کیا ہے۔ حکومت مصر نے لکھا ہے۔ کہ اگر حکومت حجاز کا یہ اعتراض قائم رہا۔ تو اس کے نتائج کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔

—— ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں بنگال کے ہندوؤں کی آبادی ۲۰۹۴۵۳۷۹ تھی ۱۹۲۱ء کی مردم شماری ۲۰۸۰۹۱۴۸ ہے۔ گویا دس سال میں بنگال کے اندر ایک لاکھ ۳۶ ہزار دو سو اکتیس ہندو کم ہو گئے۔

—— ۲۸-۲۹ ؍ جولائی کو پنجاب کے ہندو، سکھ اور عیسائی میونسپل کمشنروں کی ایک کانفرنس لاہور میں ہوگی جس میں مسلمانوں کے ان حقوق کے خلاف آواز اٹھائی جائیگی۔ جو میونسپلٹیوں میں منظور ہو چکے ہیں۔

—— لالہ ہنسراج انچارج فتنہ ارتداد علاقہ آگرہ بخار اور کاربنکل (زہریلا پھوڑا) سے بیمار ہو کر واپس لاہور آ گئے ہیں۔

—— شدھی سبھا نے ہندوؤں سے روپے کے لئے اپیل کی ہے۔ اور پہلے روپیہ کو بالکل ناکافی قرار دیا ہے یہ لاکھوں روپیہ ملکانوں کو مرتد کرنے کے لئے نہیں دیا جا رہا تو اور کہاں خرچ ہوتا ہے۔

—— مسٹر گاندھی۔ لالہ لاجپت رائے۔ حسرت موہانی اور علی برادران کی رہائی کے لئے جو استدعا مجلس وضع قوانین ہند میں پیش کی گئی تھی بائیس آرا کے مقابلہ میں چالیس آرا سے مسترد ہو گئی۔

—— معاصر زمیندار پر مسٹر ایس ہوگر کے مقدمہ میں جو ڈگری ہوئی تھی۔ اس کا اپیل خارج ہو گیا۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)